رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اِک دن دیکھنا (عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

خدا تعالیٰ نے اِس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت مینجر الفضل
قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ مقامی خریداران ساڑھے چار روپے
چندہ غیر ممالک سے سات روپے
(معہ ...)

یہ اخبار ہفتہ میں ایک بار شائع ہوتا ہے

جلد ۲ | مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۲ہجری | نمبر ۶۳

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ باوجود زکام کی شکایت کے بڑے بڑے اہم امور کی انجام دہی میں مشغول ہیں۔ سلسلہ کی ترقی اور جماعت کی اصلاح کے لئے حضور کی توجہ دعاؤں کی طرف مبذول ہے جن کی قبولیت کے نشانات بھی ظاہر ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسباب مہیا فرما رہا ہے جن سے ناظرین کو عنقریب آگاہ کیا جائیگا۔

(۲) کھاریاں ضلع گجرات میں انجمن احمدیہ کے جلسہ پر بحکم حضرۃ خلیفۃ المسیح سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل اور شیخ غلام احمد صاحب واعظ تشریف لے گئے ہیں۔ کھاریاں کی چھوٹی سی زمیندارہ جماعت سے ہر ایک جماعت کو سبق حاصل کرکے سال میں ایک دفعہ ضرور جلسہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس طرح بہت سی سعید روحوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

(۳) منیب احمد صاحب بکنگپور۔ عبدالصمد صاحب امرتسر۔ فیر علی صاحب کوٹلی حسن شاہ۔ شیخ عبدالغنی صاحب کنجاہ۔ عبداللہ خان صاحب لاہور۔ مولوی بوٹے خان صاحب بمعہ چھ کس نیکاپور۔ چودھری اللہ داد خاں صاحب مچھلاں والہ۔ مولوی عبداللہ صاحب سنور سے تشریف لائے۔

اپنی رائے سے ضرور اطلاع دیں!

الفضل جب سے جاری ہوا ہے۔ بعض دوست جو پرانے خریدار ہیں شاکی ہیں کہ اسکے مضامین کی وہ حیثیت نہیں رہی جو پہلے تھی۔ اور پہلے اس کے مضامین زیادہ دلچسپ زیادہ مفید اور علمی مذاق کے تھے۔ اب وہ بات نہیں۔ بعض مشورہ دیتے ہیں کہ پھر ہفتہ وار ہو۔ لیکن ترقی معکوس ایک منحوس بات ہے۔ ممکن ہے کہ بعض دوسرے احباب موجودہ طرز مضامین کو پسند کرتے ہوں اس لئے آج کا اخبار پرانے الفضل کے نمونہ پر شائع کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد تین اور پرچے اسی رنگ میں شائع ہونگے۔ الفضل سے دلچسپی رکھنے والے احباب اپنی رائے سے ضرور اطلاع دیں کہ کیا وہ موجودہ طرز کو پسند کرتے ہیں یا اس نمونہ کی طرز کو۔ اگر پرانا الفضل ہی پسند ہے تو اس نمونہ کو نیا بنانے کی کوشش کی جائیگی انشاءاللہ۔ گو فی الحال یہ عاجز ہے لیکن نمونہ کے یہ پرچے نکلیں گے۔

ایڈیٹر

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

جنگ یورپ

جرمن یورش ۔ وزیر ہند کا تار وائسرائے کی طرف دہلی ۵ ۔ نومبر ۔ متحدہ افواج فرانس و بلجیم میں اپنے مواقع پر قائم ہیں ۔ جرمن دریائے لیسر کے بائیں کنارے سے ہٹ گئے ۔ ان کے پانچ لاکھ آدمی اب دوسرے موقعہ پر ہماری صفوں کو توڑ کر کیلے پہنچنا چاہتے ہیں ۔ صفوں کو برقرار رکھنے کے لئے انگریزی کمک اور فرنچ ریزرو فوج پہنچ گئی ہے ۔ نقصان تو متحدہ افواج کو بھی بہت ہی سخت پہنچا ۔ لیکن جرمنوں کا بہت سخت نقصان ہوا ۔ اور وہ حملہ کر رہے ہیں ۔ برٹش ہوئزر توپ نے جرمنوں کی آٹھ انچی دو توپوں کو تباہ کر دیا ۔

جرمن جنگی بیڑا ۔ انگلستان کے مشرقی ساحل پر نمودار ہوا ۔ لیکن جنگی فوج پہنچنے سے پہلے ہی وہ غائب ہو گیا سرنگ سے ایک برٹش آبدوز کشتی غرق ہوئی ۔

نواب وزیر ہند کا جو تار ۵ ۔ نومبر لنڈن سے حضور وائسرائے کے نام موصول ہوا ہے ۔ اس سے ظاہر ہے کہ فرینکو بجیین خط حرب پر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ۔ گولہ باری جاری ہے ۔ متحدہ افواج اپنی جگہ پر قائم ہیں ۔

ڈیلی کرانیکل کو اسٹرڈم واقع ہالینڈ سے ایک تار موصول ہوا ہے ۔ کہ جرمن انٹورپ کو چھوڑنے کی تیاریاں کر رہے ہیں ۔ وہ ہسپتالوں سے زخمیوں کو نکال کر لے جا رہے ہیں ۔ اور افسروں سے بھری ہوئی ریل گاڑیاں مشرق کی طرف جا رہی ہیں ۔

روسی فتوحات ۔ ۵ ۔ نومبر ۔ روسیوں نے پچھلے ہفتہ کالسی کے جنوب میں کئی درجن توپیں اور ۵ ہزار اسیر پکڑے ۔ روسی ترکو اور اوڈنک میں بالا ستحکام قابض ہو چکے ہیں ۔

سرکاری اعلان ۔ پیرس ۶ ۔ نومبر ۔ دریائے لیسر کے شمالی جانب کوئی مزید جنگی کارروائی نہیں ہوئی ۔ ارگون میں سینٹ ہیوبرٹ کا جو علاقہ ہے ۔ وہاں تمام جرمن پسپا کر دیئے گئے ۔

ترکی کا سلوک ۔ لنڈن ۳ ۔ نومبر ۔ بصرہ کی برٹش قونصل اور انگریز سوداگروں کو ترکوں نے روک لیا ۔

سرویہ و ٹرکی ۔ سرویہ نے ٹرکی سے تعلقات منقطع کر دیئے ۔

سلطان ٹرکی شیخ الاسلام اور تمام اصلی ترکی پارٹی بے تعلقی کی خواہاں ہے ۔ خواہ وہ دراصل اتفاق ثلاثہ کے ہمدرد نہ ہوں ۔

ترکی سفیر کو پاسپورٹ ۔ نومبر ۔ ترکی سفیر متعینہ لنڈن کو پروانہ راہداری مل گیا ہے ۔

مصر میں فوجی قانون ۔ لنڈن ۴ ۔ نومبر ۔ قاہرہ جنرل جان میکسول نے ایک اعلان میں ظاہر کیا ہے ۔ کہ برٹش گورنمنٹ نے مجھے حکم دیا ہے ۔ کہ ملک کی حفاظت کی غرض سے مصر پر اقتدار رکھوں ۔ جو آج سے فوجی قانون کے ماتحت ہے ۔

ترک ابی سینیا میں ۔ ابی سینیا والوں کو براہ جبوتی دو سو توپیں اور دو ہزار گولے پہنچے ہیں ۔ ترک وہاں کی سپاہ کو توپ اندازی سکھانے کے لئے ابی سینیا گئے ہیں ۔

ترکی وزراء کا استعفا ۔ لنڈن ۵ نومبر ۔ برلن کا ایک پیغام جو براہ امسٹرڈم موصول ہوا ہے ۔ مظہر ہے ۔ کہ ترکی وزراء تعمیرات و تجارت و دیگر اپنے عہدوں سے مستعفی ہو گئے ہیں ۔

ترکی کیمپ کور میں دس جرمن افسر ۔ ترکی کیمپ کور کے سٹاف میں ۱۰ جرمن افسر ہیں ۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ اسمعیلیا پر حملہ آور ہونے کے لئے تیاری کر رہے ہیں ۔

سامان جنگ روک لیا گیا ۔ الہ آباد ۶ نومبر ۔ پاؤنیر کو وہ نیر کو ولایت سے تار اس مضمون کا پہنچا ہے کہ دردانیال میں جن قلعوں پر اینگلو فرنچ بیڑے نے حملہ کیا ہے ۔ وہ سب جرمنوں کے ہاتھ میں ہیں ۔ بظاہر ٹرکی ان پر قابو نہیں رکھتی ۔

آرمینیا پر روسی حملہ ۔ لنڈن ۵ ۔ نومبر ۔ پیٹرو گریڈ سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے ۔ کہ قاف کی روسی سپاہ نے نہایت سرعت سے پیشقدمی کر کے بیسوں اور ڈریاڈین کے متصل ترکوں کو شکست دی اور کردوں کی بہت بڑی فوج منتشر کر دی ۔ اور سہ شنبہ روسی فوج بایزید پر قابض ہو گئی ۔

لنڈن ۶ ۔ نومبر ۔ قفقاز کا جنرل سٹاف اعلان کرتا ہے ۔ کہ روسی سپاہ نے سرحد سے گذر کر ترکی فوج کے ہراول دستہ کو شکست دی ۔ ترک زخمیوں کو چھوڑ کر مراجعت کر رہے ہیں ۔

فرنچ اعلان ۔ لنڈن ۷ ۔ نومبر ۔ بورڈو فرانس نے ٹرکی سے اعلان جنگ کیا ہے ۔ کیونکہ ٹرکی نے ایک فرنچ تجارتی جہاز پر حملہ کرنے کے علاوہ جرمن بری بحری مشن موقوف کرنے سے انکار کر دیا ۔

سائپرس کا الحاق ۔ برطانیہ نے جزیرہ سائپرس کو اپنے ساتھ ملحق کر لیا ۔

روسی فوج ترکی علاقہ میں ۔ لنڈن ۷ ۔ نومبر پیٹرو گریڈ قاف کے جنرل سٹاف نے اعلان کیا ہے کہ فوج ترکی سرحد کے پار چلی گئی ہے ۔ اس نے ترکی مقدمۃ الجیش کو پسپا کر دیا ہے ۔ ترک اپنے زخمیوں کو چھوڑ کر پسپا ہو رہے ہیں ۔

جدہ پر گولہ باری ۔ محکمہ اخبارات مظہر ہے ۔ کہ اس خبر کی مطلقاً تصدیق نہیں ہوئی ۔ کہ ہز وا کروزر نے جدہ پر گولہ باری کی ۔ جہاز مذکور جدہ سے پانچ میل کے اندر اندر آیا ہی نہیں ۔

پیراک ۔ ملایا کی ریاست پیراک کے سلطان نے ترکی اعلان جنگ کی خبر سن کر برطانیہ کے اغراض سے ہمدردی اور وفاداری کا اظہار کیا ہے ۔

ٹرکی کے علاقہ میں روسی فوج نے آزاپیا اور کچھ اور دیہات جو روسی سرحد سے ۷ میل اور ترکی مشہور قلعہ ارض روم سے ۵۴ میل کے فاصلہ پر ہیں ۔ فتح کر لئے ہیں ۔ روسی مقام باکو کے دس ہزار مسلمانوں نے روسی فتوحات کی دعا مانگی ۔

ایران کی بے تعلقی ۔ لنڈن ۵ ۔ نومبر ۔ ایران نے دول کو اپنی کامل بے تعلقی کا یقین دلایا ہے ۔

ہندوستان کی خبریں

مقدمہ اسلحہ ۔ کلکتہ ۶ نومبر علی پور سشن جج نے تین بنگالیوں کو بلا لائیسنس اسلحہ رکھنے بندوقیں بنانے اور سازش کے جرم میں تین سال قید سخت کی سزا دی ۔ اپیل پر ہائیکورٹ نے فیصلہ محفوظ رکھا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان - دار الامان - ۱۰ - نومبر ۱۹۱۴ء

مسٹر لائیڈ جارج کا رجوع

اخبار نویسوں کا فرض

ہم نے پچھلے سے پچھلے نمبر میں مسٹر لائیڈ جارج انگریزی وزیر خزانہ کی تحریر پر ریمارک کرتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ گو اصل ذمہ وار خود مسٹر لائیڈ جارج ہیں۔ لیکن ان کی تقریر کے بداثر کو پھیلانے والے وہ اخبار نویس ہیں۔ جنہوں نے ان کی تقریر کے ان فقرات کو جو مسلمانوں کی دلشکنی کے باعث تھے شائع کیا۔ حالانکہ موجودہ حالات میں ان کا شائع کرنا کسی طرح بھی درست نہ تھا۔ اور پھر تعجب یہ ہے۔ کہ تقریر کے قابل اعتراض حصہ کا شائع کرنے والا کوئی ہندوستانی نہیں۔ بلکہ انگریزی اخبار ہے۔ ہم نے اپنے اس مضمون میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اس قسم کی پرجوش طبیعت کے آدمی جیسے کہ مسٹر لائیڈ جارج سالہا سال کے تجربہ سے ثابت ہوئے ہیں۔ جوش میں کچھ کا کچھ کہہ بیٹھا کرتے ہیں۔ لیکن ایسے آدمی پچھتاتے بھی جلد ہیں۔ سو ہمارا یہ خیال بالکل درست نکلا۔ اور مسٹر لائیڈ جارج وزیر خزانہ انگلستان نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا ہے۔ چنانچہ ہمیں ایک معتبر ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ انھوں نے لنڈن مسلم لیگ کے سکرٹری کو ایک چٹھی کے ذریعہ اطلاع دی ہے۔ کہ وہ فقرات جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی گئی ہے میرے منہ سے تقریر کے زور میں نکل گئے تھے۔ اور مجھے اس پر افسوس ہے۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اس تقریر کی اشاعت کے وقت یہ فقرات اس میں سے نکال دیئے جائیں گے۔

سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ وزیر خزانہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اس تقریر کے بداثر کو دور کر دیا ہے۔ مگر ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آئندہ ایسے ذمہ وار افسر اس قسم کے فقرات کو اپنے منہ سے نکلنے کی اجازت نہ دیں گے۔ اور تقریر و تحریر کے وقت بہت احتیاط سے کام لیں گے۔ کیونکہ انگلستان کے وزراء صرف ایک مسیحی ملک کے وزیر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے ماتحت ہر مذہب و ملت کی رعایا بستی ہے۔ اور کم سے کم مسلمانوں کی نسبت ان کو یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح مسیحی حضرت مسیح کو ابن اللہ یقین کرتے ہیں۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا یقین نہیں کرتے۔ لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یقین رکھتے ہیں۔ کہ سب انسانوں سے افضل اور اکمل انسان تھے۔ اور خواہ حضرت مسیح ہوں۔ یا حضرت موسیٰ خواہ اور کوئی نبی ہو۔ سب سے ان کا درجہ بلند تھا۔ اور مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ مسلمان سب مذاہب کے بانیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انسان خیال کرتے ہیں۔ پس جبکہ وہ ایسی فیاضی سے کام لیتے ہیں۔ تو چاہیئے۔ کہ کم از کم ان کے جذبات کا اسقدر ضرور خیال رکھیں۔ کہ ان کے نبی کی نسبت کوئی ناملائم لفظ استعمال نہ کیا جاوے۔ کروڑوں انسانوں کے مطاع ہونے کی حیثیت سے ان کا نام لیتے وقت مناسب الفاظ استعمال کئے جایا کریں۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے وزیر خزانہ کو اپنی غلطی کے اعتراف کی توفیق دی۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ سو چونکہ وزیر خزانہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی اسلامی وسعت حوصلہ سے کام لیکر اس معاملہ کو اپنے دل سے بالکل نکال دینا چاہیئے۔ اور اسطرح بھلا دینا چاہیئے۔ کہ گویا ایسا واقعہ کبھی ہوا ہی نہیں۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے میں اپنے ہمعصروں کی خدمت میں بھی یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس نازک زمانہ میں وہ اپنی قدیم سستی کو چھوڑ کر اور اخباری زندگی میں کسیقدر تغیر کر کے عملی زندگی کی طرف قدم بڑھائیں۔ میرا اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ اسوقت تک ہمارے اخبار نویس کسی واقعہ پر صرف رائے زنی کر دینا کافی خیال کرتے ہیں اور عملی کام کو دوسروں پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خضر کی حیثیت سے آگے بڑھنا پسند نہیں کرتے۔ اور یہ طریق بھی ایک حد تک قابل قدر ہے۔ کیونکہ عملی کام کرنیوالوں کے لئے میدان کھلا رہتا ہے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں رہتا۔ دوسرا ایک جرح کرنے والی جماعت کا خوف ہر وقت ان کے سامنے رہتا ہے۔ اور اگر اخباروں کے ایڈیٹر اپنی ڈیوٹی سے دو قدم آگے بڑھکر عملی کام میں بھی دخل دینے لگ جائیں۔ تو وہ آزاد نکتہ چینی جو اب ہو سکتی ہے بند ہو جائے۔ کیونکہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ کی مثال صادق آئے۔ لیکن اسقدر بے تعلقی بھی مناسب نہیں جو اسوقت دکھائی جا رہی ہے اور خصوصاً اس نازک زمانہ میں جبکہ قلم اور زبان کو بہت روک کر رکھنے کا وقت ہے۔ خاموش خدمت سے ملک و حکومت کو فائدہ پہنچانے کا وقت ہے۔ اور اس کا یہ طریق ہے۔ کہ اس بات کا عزم کر لیا جائے۔ کہ اس قسم کی خبریں جن سے ملک میں جوش اور بدنظمی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ اخبارات میں شائع ہی نہ کی جائیں۔ اور ان کو ان لوگوں کی آنکھوں اور کانوں تک پہنچنے کا موقعہ ہی نہ دیا جائے۔ جو واقعات اور ضروریات کو سمجھنے کی اہمیت ہی نہیں رکھتے بلکہ جسوقت کسی اخبار کے ایڈیٹر کی نظر کسی ایسی خبر پر پڑے۔ تو وہ بجائے اسے اخبار میں شائع کر کے ملک میں بے موقعہ جوش پھیلانے کے اس کے متعلق ایک میموریل لکھ کر اور جیسا مناسب ہو۔ اپنی طرف سے یا چند اخبار نویسوں کی شرکت سے گورنمنٹ میں بھیجدے۔ کہ فلاں بات ہمیں معلوم ہوئی ہے۔ اسکا شائع کرنا چونکہ ملک میں جوش پھیلانیکا باعث ہو گا۔ ہم اسے شائع تو نہیں کرتے۔ لیکن گورنمنٹ کی خدمت میں شکایت کرتے ہیں۔ کہ وہ اس نقص کو دور کرے۔ اور ہوم گورنمنٹ کو اطلاع دے۔ کہ فلاں طریق سے رعایا کے فلاں حصہ کے جذبات یا حقوق کو نقصان پہنچا ہے۔ اس کا مناسب تدارک کیا جائے۔ اور اگر اخبار والوں کے ایڈیٹر اس بات کو پسند نہ کریں تو پھر یہ طریق آسان ہے کہ ایسی خبر کی اطلاع کسی ایسے آدمی کو کر دی جائے جو گورنمنٹ اور پبلک میں رسوخ رکھتا ہو۔ تاکہ وہ اپنی طرف سے اس پر کارروائی کرے۔

اسطرح یہ فائدہ ہو گا۔ کہ ایک طرف تو ملک کو بے فائدہ پریشانی سے نجات ہو جائیگی۔ اور ان سریع التاثیر لوگوں کو اپنی پرجوش طبائع کو بے لگام چھوڑ دینے کا موقعہ نہ ملیگا۔ جو کوئی ناپسند بات سنکر اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا جوش قانون کی حد کا بھی لحاظ نہیں رکھتا۔ دوسرے گورنمنٹ کے لئے بھی آسانی پیدا ہو جائیگی۔ اور بجائے اس کے کہ اصلاح کے کام کے علاوہ پبلک کے جوش کو دبانے کی بھی اسے فکر ہو صرف اصلاح کا کام اس کے ذمہ رہ جائیگا۔ اور یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ جب کوئی معقول شکائت گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیجائیگی۔ تو وہ ضرور اسے دور کرنیکی کوشش کریگی۔ اور تجربہ اس بات کا گواہ ہے۔ کہ کبھی بھی برٹش گورنمنٹ نے معقول شکایات کو دور کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ پس ایسے نازک وقت میں جبکہ نہائیت سنبھلکر چلنے اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا وقت ہے۔ ایسی خبروں کے شائع کرنے سے بالکل احتراز کرنا چاہیئے۔ جو پبلک میں جوش پیدا کر دیں۔ اور عوام کی طبائع کو مشتعل کر دیں۔ اور وہ اخبار جو ایسی خبر شائع کرتا ہے۔ بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتا ہے۔ اور دوسرے اخبار

انَّ الدِّینَ عِندَ اللہِ

الاسلام

درد و دکھ کا حقیقی علاج

حافظ کہتا ہے؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

اور اسکا یہ شعر بالکل درست ہے۔ جب کہ ایک شخص کو کوئی حکم دیا جاوے۔ تو یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اسے اس پر عمل کرنے کی تدبیر بھی بتائی جائے۔ اور اس کے لئے راستہ کو ایسا آسان کر دیا جائے۔ کہ آسانی سے گذر سکے۔

اسلام کے سوا جقدر مذاہب ہیں۔ ان کی تعلیم کو دیکھا جائے تو ان کے احکام بالکل ایسے ہی ہیں۔ وہ حکم دیتے ہیں۔ مگر اپنے پیرو کو وہ راہ نہیں بتلاتے جس پر چلکر اس کے لئے ایسے حکم کی پیروی آسان ہو۔ انکا حکم ایک جابر بادشاہ کا حکم ہوتا ہے جسکا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ بس جیسے ہم کہتے ہیں۔ اسی طرح کرو۔ اور جب وہ شخص پوچھے۔ کہ کسطرح کروں۔ تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اسلام کا یہ حال نہیں۔ اسلام اپنے پیروان کو جو حکم دیتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ تدبیر بھی بتاتا ہے جس سے اس حکم کی تعمیل ہو سکے۔ مثلاً اسلام کہتا ہے کہ زنا مت کرو۔ دوسرے مذاہب بھی یہی کہتے ہیں۔ لیکن اسلام میں اور انمیں فرق ہے۔ اسلام نے اگر زنا سے منع کیا ہے تو ساتھ ان بواعث کو بھی بتا دیا ہے جن سے زنا کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ تاکہ انسان ان سے بچکر زنا سے بھی محفوظ رہ سکے مگر دوسرے مذاہب حکم دیدیتے ہیں۔ زنا مت کرو۔ اور ان بواعث سے جن سے زنا پیدا ہوتا ہے۔ نہ خبردار کرتے ہیں۔ نہ روکتے ہیں۔ بس ان کی مثال وہی ہے۔ کہ

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

اسوقت اس امر کو روشن کرنے کے لئے ہم صبر کا حکم لیتے ہیں۔ اسلام کہتا ہے۔ کہ صبر کرو دیگر مذاہب بھی کہتے ہیں۔ کہ صبر کرو۔ اس امر میں سب برابر ہیں۔ لیکن جب ایک شخص کا باپ یا ماں یا بیٹا یا بھائی یا بیوی یا بہن یا بیٹی فوت ہو جاوے یا مال ضائع ہو جائے یا مکان گر جائے یا وہ بیمار ہو جاوے۔ یا اس کی نوکری جاتی رہے۔ یا عزت کو نقصان پہنچے۔ یا دوستوں سے چھٹ جائے۔ یا وطن سے جدا ہو جاوے۔ تو وہ کیوں غم نہ کرے۔ کیوں اسکا دل بے تاب نہ ہو جائے۔ اور اسکی کیا وجہ ہے کہ اس کے منہ سے بار بار آہ نہ نکل جائے۔ آخر ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ مصیبت اور ابتلا میں صبر کرنا اور استقلال سے کام لینا بہت مشکل ہے۔ اور بہت کم لوگ ہیں۔ جو تکلیف کے وقت اس حکم پر عمل کر سکتے ہیں۔ پھر اس حکم کی تعمیل کرانے کے لئے دیگر مذاہب نے کیا تدابیر کی ہیں۔

ایک شاعر اپنا حال یوں بیان کرتا ہے

ولولا کثرۃ الباکین حولی
علیٰ اخوانھم لقتلت نفسی

یعنی میرے بھائی کی وفات پر جو غم مجھے ہوا ہے اس کی وجہ سے اپنے آپکو قتل کر لیتا۔ لیکن اپنے اردگرد دیکھا تو اکثر لوگ اپنے بھائیوں کی وفات پر رو رہے تھے۔ سو میں نے خیال کیا۔ کہ یہ تو سبکا حال ہے میری کیا خصوصیت ہے۔

بدھ مذہب کے بانی کے ساتھ بھی اسی قسم کا ایک واقعہ گذرا ہے۔ ایک عورت ان کے پاس آئی۔ اور عرض کیا۔ آپ بڑے مہاتما ہیں۔ میں آپکی تعریف سنکر آئی ہوں۔ میرا ایک ہی بچہ ہے۔ اور وہ مر گیا ہے۔ اسے زندہ کر دیجئے۔ بدھ نے کہا کہ ہاں یہ مشکل نہیں۔ ذرا دوڑ کر جاؤ۔ اور رائی کے بیج لے آؤ۔ مگر دیکھنا ایسے گھر سے لانا جسکا کوئی آدمی نہ مرا ہو۔ وہ بھاگی بھاگی گئی۔ اور ہر ایک گھر سے پوچھنا شروع کیا کہ تمہارے کبھی کوئی مرا تو نہیں۔ جس گھر کا دروازہ کھٹکھٹا کر سوال کرے۔ یہی جواب ملے کہ ایک یا دو یا تین یا زیادہ آدمی مر چکے ہیں۔ حتیٰ کہ شہر کے آخری سرے تک پہنچ گئی۔ جب آخری مکان کے رہنے والوں سے بھی سوال کر چکی۔ تو اس کے دل میں روشنی پیدا ہونی شروع ہو گئی اور وہ بدھ کے پاس واپس آگئی۔ اور اپنے بچہ کے دفنانے کی اجازت چاہی۔ اور بدھ کے مریدوں میں شامل ہو گئی۔

دیگر مذاہب بھی اسی قسم کی تشخیص کرتے اور اسی قسم کا علاج بتاتے ہیں۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ بات بھی بہت کچھ تسلی کا موجب ہو جاتی ہے۔ کہ جو مصیبت ہم پر پڑی ہے اس کے برداشت کرنے میں ہم اکیلے نہیں بلکہ ہمارے ساتھ اور لوگ بھی شامل ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ یہ امر پوری تسلی کا موجب نہیں ہوتا۔ اور ضرب المثل بتاتی ہے۔ کہ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ ایک بڑی جماعت کی موت بھی ایک جشن کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ لیکن واقعات اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ ایک ہسپتال جس میں بہت سے مریض پڑے ہوں۔ آخر ہسپتال ہی ہے اور گو ایک مریض اپنے اردگرد کے مریضوں کو دیکھ کر کسی قدر تسلی حاصل کرتا ہو۔ لیکن یہ ممکن نہیں۔ کہ اس کی تکلیف بالکل جاتی رہے۔ اور درد میں بھی اسے راحت محسوس ہونے لگے۔ اور رنج و غم کافور ہو کر اڑ جائیں۔ اور وہ یہ خیال کرے۔ کہ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ پس یہ ایک علاج تو ضرور ہے مگر نہایت ناقص علاج ہے۔ اسلام اس سے بہتر اور مفید تر علاج بتاتا ہے جس کے بعد درد کافور ہو جاتا ہے۔ اور صبر پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

اول تو اسلام درد اور دکھ اور بے صبری کا باعث بتاتا ہے اور پھر ساتھ ہی تین علاج بیان فرماتا ہے۔ جن سے درد میں کمی پیدا ہو۔ اور صبر کی طاقت حاصل ہو۔ جیسا کہ بیان فرماتا ہے۔ کہ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بشارت دے صبر کرنیوالوں کو کہ جب ان کو کوئی مصیبت پڑتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اس آیت میں بے صبری کی تشخیص تو یہ فرمائی ہے۔ کہ چونکہ ایک چیز سے انسان کو محبت ہوتی ہے۔ یا اس کی ضرورت ہوتی ہے وہ چھوٹ جاتی ہے تو طبعاً اس کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ اور علاج یہ بتائے ہیں

(۱) انسان یہ خیال کرے۔ کہ جب سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں۔ تو اس نے اگر اپنی ایک امانت کو واپس لے لیا۔ تو اس رونے کا کیا سبب ہے۔

(۲) ہر ایک پیارا اللہ تعالیٰ کے ہی پاس جاتا ہے۔ پھر جب ہم بھی ادہر ہی جا رہے ہیں۔ تو اس قلیل مدت کی جدائی پر ایسی بے صبری کیوں؟

(۳) اگر یہ قلیل جدائی یا نقصان ہے بھی۔ تو بے صبری کا اصل باعث تو وہ جدائی یا نقصان ہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اگر انسان اس کے حکم کے ماتحت صبر کریگا۔ تو وہ اس کے نقصان کو پورا ہی نہیں کریگا۔ بلکہ اس سے زیادہ دیدیگا۔

ان تینوں علاجوں کے بعد کیا پھر بھی انسان بے صبری کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ نہ صرف اس آیت میں بے صبری کا باعث بتایا گیا ہے۔ بلکہ اس کے تین علاج ایسے بتائے گئے ہیں۔ کہ جن کے بعد بے صبری ممکن ہی نہیں۔ اور یہ علاج ہے بھی تدریجی۔ اول اس بات پر غور کرنا کہ جب ہر ایک شے اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تو پھر امانت کے واپس لے لینے پر افسوس کیا اور اگر کچھ افسوس ہے بھی تو وہ چند دن میں دور ہو جائیگا۔ کیونکہ جس جگہ وہ چیز گئی ہے۔ وہیں کچھ دن بعد خود یہ بھی پہنچے گا۔ اور پھر جو تھوڑا بہت صدمہ ہوا بھی ہے تو اس کے عوض نہایت نیک بدلہ ملیگا۔ ان علاجوں کی برابری [illegible] کا دیکھنا کب کر سکتا ہے [illegible] تو یہی معلوم ہوگا کہ میرے سوا اور بھی دکھیا ہیں۔ اسلام تو یہ بتاتا ہے کہ اول تو افسوس کرنا غلطی ہے اگر درست بھی ہو تو عارضی ہے اور اس طرح [illegible] بھی انعام کا وعدہ ہے۔

قصص باطلہ

نمبر اول

باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے یعنی جنت میں اسکا داخلہ ناممکن ہے پھر بھی بعض دلیر طبائع نے حد سے زیادہ جرأت سے کام لیکر ایسی بے سروپا روایات آپکی طرف منسوب کر رکھی ہیں کہ انہیں سنکر حیرت ہوتی ہے۔ اور ان روایات کا صرف یہی نقصان نہیں ہوا۔ کہ حقیقت اسلام کے چہرہ پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اور اصلی اسلام کا دریافت کرنا عوام کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔ بلکہ اسے یہ نقصان بھی ہوا ہے۔ کہ ہزاروں مسلمان ان جھوٹی روایتوں سے دھوکہ کھا کر اسلام کی صداقت سے ہی منکر ہو گئے ہیں۔ اور دشمنان اسلام کو اسلام کے مضبوط اور ناقابل فتح قلعہ کی دیواروں میں ایسے سوراخ مل گئے ہیں۔ کہ جن میں سے گذر کر وہ غیر مسلح اور عقیدت شعار مسلمانوں کے سروں پر ایسے اچانک پہنچ جاتے ہیں کہ سوائے ہتھیار رکھدینے کے ان سے کچھ نہیں بنتا۔ ان نقصانات سے مسلمانوں کو بچانے کا ایک ہی راہ ہے۔ کہ انہیں ان سوراخوں سے اطلاع دیجاوے تا کہ وہ انہیں دشمن کے حملہ کرنے سے پہلے ہی بند کر دیں۔ اور جب کوئی غیر مذہب کا پیرو ان باطل قصص سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو اسے صاف کہدیں۔ کہ یہ قصص بالکل باطل ہیں۔ اور اسلام کا دامن ان دھبوں سے بالکل پاک ہے۔ اور کوئی نہیں جو اس کی عیب گیری کر سکے۔ اسی غرض سے ہمارا ارادہ ہے۔ کہ ہم اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے ایسی چند جھوٹی روایات سے ان کو مطلع کر دیں جو خود مسلمانوں میں عام طور پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اور جن سے فائدہ اٹھا کر غیر مذاہب کے لوگ مسلمانوں کو دق کرتے رہتے ہیں۔ یا جن کی موجودگی سے ایک مسلمان کے صاف دل پر اسلام کی طرف سے غبار بیٹھ جانیکا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ والتوفیق من اللہ۔

(۱) عام مسلمانوں میں یہ روایت بہت مشہور ہے۔ کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی جب ان دعوت تھی۔ انکے ایک بیٹے نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ اور پھر ڈر کر بھاگا۔ لیکن تنور میں گر گیا۔ اور مر گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے مناسب نہ سمجھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں کوئی نقص پیدا ہو۔ اس لئے انھوں نے دونوں لاشوں پر کپڑا ڈالکر ڈھانک چھوڑا۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو دونوں لاشیں آپکے سامنے پیش کی گئیں آپنے ان کے لئے دعا کی۔ اور وہ دونوں زندہ ہو گئے۔ یہ قصہ محض باطل ہے۔ . . . . اور ہرگز ثابت نہیں۔

گو افسوس ہے۔ کہ بعض ادنیٰ درجہ کے سیرۃ نویس بھی اسے اپنی کتابوں میں جگہ دیدیتے ہیں۔ حالانکہ تاریخ و عقل دونوں اسے غلط ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کی لڑائی کے دنوں میں کی تھی۔ جیسا کہ کتب احادیث سے ثابت ہے۔ اور ان کی شادی غزوۂ خندق کے قریب ہی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہوئے ہیں۔ اور اسوقت یہ کنوارے تھے۔ بہرحال شادی غزوۂ احد کے بعد ہوئی ہے۔ اور اگر اس امر کو نظرانداز بھی کر دیا جائے۔ کہ ان کی شادی غزوۂ خندق کے متصل ہوئی ہے۔ تو بھی احد کے بعد شادی ہو کر ان کے ہاں دو بچے ہی پیدا نہیں ہو سکتے تھے اور یہ تو بالکل ناممکن تھا۔ کہ وہ لڑکے اس عرصہ میں اس قابل ہو جائیں۔ کہ ایک دوسرے کو قتل کرتا۔ اور پھر ڈر کے مارے بھاگ کر چھپنا چاہتا۔ اور اس کوشش میں تنور میں گر جاتا۔

سعید بن مروق سے روایت بیان کی جاتی ہے۔ کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے گھر آیا جایا کرتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ لڑکا کس کا ہے۔ اسنے کہا کہ یہ لڑکا آپکا ہی ہے۔ آپکے بیٹے ابو شحمہ نے مجھ سے زنا کیا تھا۔ یہ اس سے پیدا ہوا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت عمر نے ابو شحمہ سے دریافت کروایا۔ کہ آیا یہ درست ہے اس کے اقرار کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے کوڑے ماریں جبپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پچاس پچاس کوڑے اسے مارے۔ جبپر اس لڑکے نے کہا کہ اے باپ تونے مجھے قتل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ کہ جب تو اپنے رب سے ملے۔ تو عرض کر دیجیو۔ کہ میرا باپ شرعی حدود کو پوری طرح قائم رکھتا ہے۔ یہ واقعہ بھی موضوع ہے۔ اور ہرگز ثابت نہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ بعض اچھے اچھے واقفکار مصنف جو اپنے آپ کو اسلامی تاریخ کا ماہر بیان عالم کہتے ہیں۔ اس قسم کے قصص کو اپنی کتابوں میں جگہ دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کی نسبت جو مشہور کیا جاتا ہے کہ حضرت سارہ کو ایک جابر بادشاہ نے پکڑ لیا۔ اور نعوذ باللہ من ذالک ان سے زنا کرنا چاہا۔ تو اس مکان کی دیواریں شیشہ کی طرح صاف ہو گئیں۔ اور حضرت ابراہیم نے باہر سے دیکھ لیا۔ کہ اس بادشاہ کو آپ کی بیوی پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہوئی۔ غلط ہے۔ اور بعض لوگوں نے جو حضرت عائیشہ کے واقعہ سے نتیجہ نکال کر اسے غلط ثابت کرنا چاہا ہے۔ وہ بھی غلط ہے کیونکہ حضرت عائیشہ کے واقعہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں اطلاع ہوئی تھی۔ اور حضرت ابراہیم کو علم تھا۔ کہ ایک ظالم اس قسم کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس یہ دلیل درست نہیں۔ لیکن واقعہ بھی ثابت نہیں۔

یہ قصہ بھی بالکل غلط ہے۔ کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کی گردن پر چھری رکھدی۔ اور بہتیرا زور مارا۔ لیکن گردن نہ کٹ سکی۔ بلکہ سچی بات یہ ہے۔ کہ ذبح کا واقعہ ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ قرآن کریم خود فرماتا ہے۔ کہ فدیناہ بذبح عظیم۔ پس سچی بات یہی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے تیاری ذبح کے وقت ہی بتا دیا تھا۔ کہ خواب کو تم نے پورا کر دیا۔ اب بس کرو۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ کہ فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا۔

حضرت ایوب کی نسبت۔ یہ واقعہ بھی بالکل غلط منسوب ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر ابلیس کو تسلط کر دیا۔ اور اس نے آپ کو نعوذ باللہ کوڑھی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپکے جسم سے کیڑے گرنے لگے۔ اور پھر ابلیس نے آپکے اہل بیت پر مکان گرا دیا اور وہ نیچے دبکر مر گئے۔ اور ان کے مویشی ہلاک کر دیئے۔ یہ واقعہ احادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ سے ہرگز ثابت نہیں۔ اور قرآن کریم کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ ابلیس کا تسلط اللہ تعالےٰ کے بندوں پر نہیں ہوتا۔ اور نہ ابلیس کو کسی کو ہلاک اور کسی کو جذامی کرنے کی طاقت ہے۔ اگر یہ طاقتیں ابلیس کو مل جائیں۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے نیک بندوں کو آئے دن دکھ دیتا رہے۔ مگر یہ قصہ بالکل غلط اور خلاف عقل و نقل ہے۔ اور محض لغو اور بیہودہ ہے۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(باقی آئندہ)

جنّتِ عدن

جنت عدن کی یاد نہ جانے دراز سے ایک سو زیادہ مذاہب کے پیروؤں کے لئے باعث حسرت واندوہ رہی ہے بہت ہیں جو جنت عدن کی خوبصورتی۔ اُس کی آسائشوں اس کے لذیذ میووں اس کے خوبصورت پھولوں اس کے ٹھنڈے اور شیریں پانیوں اس کے سایہ دار درختوں۔ اس کے چہچہانے والے پرندوں۔ ایک پھول سے دوسرے پھول پر اُڑ کر بیٹھنے والے تیتریوں اور بے نظیر مناظر کو یاد کر کے آہ سرد بھرتے ہیں اور اپنے باپ آدم کو دل ہی دل میں بُرا کہتے ہیں کہ اس نے کیوں شیطان کا کہا مان کر ایک دانہ کی لالچ سے اپنی اولاد کو ہمیشہ کے لئے اس ورثہ پدری سے محروم کر دیا جو اس کے لئے ابدی راحت وآرام کا موجب ہو سکتا تھا۔ آدم تو اب فوت ہو گیا مگر کہتے ہیں کہ وہ شیطان جس نے اُسے ورغلایا تھا اب تک زندہ ہے۔ اس لئے کئی ابن آدم دل ہی دل میں اس بات کے آرزو مند ہیں کہ اگر وہ کہیں مل جائے تو اس کی ایسی خبر لیں کہ یاد ہی رکھے لیکن شیطان بھی اپنے دل ہی دل میں ہنستا ہو گا کہ اس کے خون کے پیاسے ابن آدم میں سے ایک کثیر تعداد اس کے پھندے میں ایسی پھنسی ہوئی ہے کہ غلام بے دام بنی ہوئی ہے اور باوجود اس کے کہ ان کے اکثر افعال کا محرک وہی ہے اور اسکے مشورہ کے بغیر وہ کوئی کام پسند نہیں کرتے پھر بھی بھولے بھالے انسان ہمیشہ آرزو مند ہیں کہ اگر کہیں ملے۔ تو شیطان سے آدم کے ورغلانے کا انتقام ضرور لینگے۔ کسی نے ایسے ہی موقعہ کے متعلق کہا ہے کہ بغل میں لڑکا اور شہر میں ڈھنڈورا۔ کہتے ہیں کہ کسی نے شیطان کو خواب میں دیکھا۔ اخراج جنت کا قصہ یاد کر کے بے تحاشہ اس کی طرف دوڑا اور داڑھی پکڑ کر ایک تھپڑ مارا۔ دوسرا مارنا ہی چاہتا تھا کہ آنکھ کھل گئی اور معلوم ہوا۔ کہ اپنی ہی داڑھی پکڑی ہوئی ہے۔ اور تھپڑ بھی اپنی ہی گال پر مارا ہے۔ جس کے صدمہ سے آنکھ کھل گئی ہے۔ اور یہ جو کچھ اس نے دیکھا بالکل درست تھا کیونکہ شیطان ہاں اصل شیطان جو انسان کو جنت سے نکالنے کا باعث ہوا ہے وہ خود اس کا نفس ہے کیونکہ ابلیس کا تسلط کسی انسان پر نہیں ہو سکتا سوائے اسکے جو خود اسے اپنے نفس پر قابو دیدے۔ پس اصل شیطان انسان کا اپنا نفس ہے اور وہی قابل ملامت ہے۔ اور کیا یہ سچ نہیں کہ آج تک انسان جنت سے صرف دانہ کی خاطر نکالا جاتا ہے۔ احمق انسان خیال کرتا ہے کہ اگر میں اپنی روزی سچ اور جھوٹ کے حلال اور حرام کے خیال سے علیحدہ ہو کر نہ کماؤں گا تو فاقوں مر جاؤنگا اور اس کا نفس اُسے دھوکہ دیتا ہے کہ اس کی زیست کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اُسے دانہ میسر ہو جائے پس اس کے کمانے کے لئے ہر قسم کی شرارت سے کام لیتا ہے اور آخر اس جنت سے جو اطمینان نفس اور ایمان ویقین کی جنت ہے ہمیشہ کے لئے نکالا جاتا ہے۔ اور ایسا ننگا ہوتا ہے کہ ہر ایک شریف آدمی اس کو دیکھ کر شرم وحیا کے مارے اس سے مُنہ پھیر لیتا ہے مگر انسان کبھی اس کا خیال نہیں کرتا بلکہ اپنے افعال سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور ابلیس کے دھوکے میں آنے کا الزام اس آدم پر ہی لگانا چاہتا ہے جو اس کا باپ اور جائے ادب ہے حالانکہ یہ خود ایک دانہ کے لئے شیطان کے دام میں گرفتار ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ اور ہمیشہ اس جنت کی تلاش میں رہتا ہے جس سے آدم نکالے گئے کہ وہ کہاں تھی اور کیسی تھی۔ اور بڑی تحقیقات کے بعد اب اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ وہ شہر بابل کے پاس واقع تھی۔ اور اس کا نام عدن تھا۔ عراق ایک محدود علاقہ ہے۔ اور جو اس علاقہ میں ہو گا۔ وہ بھی آخر محدود ہی ہو گا۔ اگر ان لوگوں کی خواہشوں کے مطابق آدم وہاں سے نہ نکلتے تب بھی چند سو سال کے بعد انکی اولاد کو وہاں سے نکلنا ہی پڑتا۔ کیونکہ انسان کی بڑھنے والی اولاد کب تک اس علاقہ میں رہ سکتی تھی۔ اور اگر بفرض محال وہ رہتی بھی تو عراق کا ملک اب بھی موجود ہے۔ دجلہ اور فرات اور جیحوں وسیحوں اب بھی رواں ہیں وہاں ایسی کونسی نعمت ہے جس کی یاد اب تک لاکھوں۔ کروڑوں انسانوں کو تڑپا رہی ہے اور سب سے زیادہ تعجب تو اس بات پر ہے کہ جو اس ملک کے باشندے ہیں وہ بھی عدن کی جنت کی یاد میں آنسو بہا رہے ہیں اور جس ملک میں رہتے ہیں اسی کی مفارقت اور جدائی کے مرثیہ پڑھتے ہیں۔ اور انکی مثال اس شخص کی ہے جس کو روتا ہوا دیکھ کر لوگوں نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہائے کیوں نہ روؤں میری بیوی بیوہ ہو گئی ہے اور میرے بچے یتیم۔ نادان انسان نہیں جانتا کہ عدن کے معنے ہمیشہ رہنے کے ہیں اور جنت عدن سے مُراد وہ مقامات ہیں جو ہمیشہ رہینگے اور جنمیں انسان ہمیشہ رہینگے۔ پس وہ جنت عدن جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے کبھی دنیا میں موجود نہ تھی۔ اور اب بھی موجود ہے موجود نہ تھی سے یہ مُراد ہے کہ عدن کسی خاص جگہ کا نام نہ تھا اور نہ کسی خاص باغ کا کہ اب وہ مٹ گیا ہے۔ اور موجود ہے سے یہ مراد ہے کہ خدا کے بندے ہمیشہ ان جنتوں میں رہتے ہیں جو ان سے کبھی نہیں چھینی جائیں اور اس دنیا کی زندگی کے بعد تو جو انعامات انکو ملینگے انکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مالا عین رأت ولا اذن سمعت۔ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سنیں۔ پس مبارک وہ جو قرآن کریم کی بتائی ہوئی جنت کی تلاش کرتا ہے نہ کہ توریت کی بتائی ہوئی جنت کی ❊

ماتم خانۂ یہود

گو اسلام ہر ایک لغو اور فضول کام سے روکتا ہے اور پچھلی مصیبتوں پر رونے کی بجائے آیندہ کی ترقی اور کامیابی کی فکر کرنے کی تعلیم دیتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اسلام بڑے زور سے اپنے پیروان کو تاکید کرتا ہے کہ وہ پچھلی قوموں کے حالات کا بغور مطالعہ کریں۔ اور اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ ان قوموں کے حالات کو دیکھ کر کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چل کر خدا تعالیٰ کی مقبول اور پیاری ہو گئیں ترقی کی طرف قدم بڑھائیں۔ اور اُن قوموں کے حالات دیکھ کر جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکا کر تباہ اور برباد ہو گئیں۔ تنزل کے اسباب سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں مگر یہ سب کچھ کسی قاعدہ اور نظام کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ حج بھی ایک یادگار ہے۔ اور بکروں کی قربانی نفس کی قربانی کی طرف اشارہ کر رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عذاب کردہ علاقوں میں سے گذرتے تو بہت جلد گذر جاتے۔ اور وہاں تھوڑی دیر کے لئے بھی ٹھہرنا پسند نہ فرماتے۔ اور فرماتے کہ ان جگہوں سے جب گذرو تو خشیت الٰہی کو دل میں لیکر گذرو۔ مگر آپنے کبھی حکم نہیں دیا کہ مسلمان ایسے موقعوں پر خاص طور پر جا کر ماتم کیا کریں۔ کیونکہ اسلام کی غرض رسوم کا قائم کرنا نہیں ہے بلکہ انسان کو مفید بنانا ہے بجائے گم شدہ پر رونے کے آیندہ کی محنت پر وہ زیادہ زور دیتا ہے، مگر جو اقوام روحانیت کے اس اعلیٰ معیار پر انسان کو نہیں پہنچا سکیں اور جن کو اپنے مطالب کے حصول کیلئے بناوٹی اور مصنوعی سامان کرنے پڑے ہیں انہوں نے اپنی قومی تباہیوں کو ہمیشہ کے لئے یادگار بنا دیا ہے تاکہ ہمیشہ ان کی قوم میں

تباہی کو یاد رکھے۔ اور اس کا بدلہ لینے کی فکر کرتی رہے یہودی بھی ایسی ہی اقوام میں سے ہیں اور انکی قوم اپنی مصائب کو یاد رکھنے میں دوسری اقوام سے ممتاز ہے انکی تباہی کو آج اڑھائی ہزار سال ہو گئے۔ اور انکے ہاتھ سے حکومت کے بالکل نکل جانے پر انیس سو سال گذر گئے ہیں مگر اب تک ان کے دل میں یہ خیالات موجزن ہیں کہ اس ضائع شدہ طاقت کو پھر حاصل کرنا ہے۔ جو کسی زمانہ میں ہمکو حاصل تھی۔ اور اس کے لئے وہ ہر ایک سامان مہیا کرتے رہتے ہیں۔ وہ کسی بڑی فتح یا عالمگیر حکومت کے مشتاق نہیں ہیں بلکہ ان کا منتہائے نظر یروشلم اور صیحون کی دوبارہ زندگی ہے فلسطین کی حکومت ان کا مدعا ہے اور معبد سلیمان کی دوبارہ تعمیر ان کا مقصد ہے۔ اور اس وقت تک انکے دل اسی جوش وخروش سے پر ہیں جو اس وقت ان کے دل میں موجزن ہوا تھا۔ جب ٹائیٹس نے انکے معبد کو گرا کر تباہ کر دیا۔ اور آج بھی ان کی آنکھیں بنی اسرائیل کی پراگندہ بھیڑوں کے ذکر سے پرنم ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی قومی تباہی کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ اور اس کے یاد رکھنے کے لئے انکے آباؤ اجداد نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ ہر جمعہ کو وہ حرم شریف کی مغربی جانب کی ایک دیوار کے پاس جا کر خوب روتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ الٰہی ہماری گم شدہ طاقت پھر واپس آئے اور پھر معبد سلیمان تعمیر ہو۔ اس دیوار کی نسبت ان کا خیال ہے کہ معبد سلیمان کا ہی ایک حصہ ہے۔ انکے شعراء نے نہایت دردناک الفاظ میں اس معبد کی یاد میں اور اس کی تباہی کے افسوس میں قصائد کہے ہیں جن کو یہود یاد کرتے ہیں اور جمعہ کے دن جب وہاں پہنچتے ہیں تو بعض ان قصائد کو پڑھ کر خود بھی روتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی رلاتے ہیں بعض دفعہ ایسا بھی دیکھا گیا کہ عورتیں تک بھی چیخیں مارتی اور دیوانہ وار چلاتی ہیں۔ اور بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی عزت کی یاد میں بیتاب ہو جاتی ہیں۔ اور یہ حال اس وقت ہے جبکہ ان کی تباہی پر اڑھائی ہزار سال گذر گئے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ فلسطین کے واپس لینے کی جب کبھی تحریک ہوتی ہے تو یہود اپنا مال اور اپنی جان سب کچھ دینے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں مسلمانوں میں سے شیعوں نے حضرت امام حسین رضی کی یاد کو اسی طرح تازہ رکھا ہے اور باوجود ماتم امام کو خلاف شریعت تسلیم کرنیکے انکے رؤساء اس رسم کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ اس فرقہ کے بقاء کا واحد ذریعہ ماتم حسین رضی ہے۔ اے افسوس مسلمانوں پر کہ زیادہ ترقی سے گرے ابھی تین سو سال بھی نہیں ہوئے۔ مگر وہ اپنی حالت پر ایسے خوش ہیں کہ گویا ہمیشہ سے ایسی حالت میں تھے ؛

خاتم النبیین کے منہ کے الفاظ

منافق کی علامت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب اسکے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے ؛

حق حقدار کو بہر حال ملنا چاہیئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم میرے پاس جھگڑتے آتے ہو اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ تم میں سے ایک شخص دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے زیادہ قوی ہوتا ہے پس اگر میں اس کی بات سنکر غلطی سے اس کے بھائی کا کچھ حق اسے دلوا دوں تو گویا میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں۔ پس اسے چاہیئے کہ وہ (حق دار کا حق واپس کر دے خواہ قانون اور حاکم اس کے حق میں بھی فیصلہ کر دے)

خواہ کیسے ہی ہوں آخر ہیں تو آپ کے

ظلمت تاریکی اندھیرا اور سیاہی چاروں طرف اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ جدھر دیکھتے ہیں ڈراونی اور بھیانک شکلیں کھڑی ہیں ہر ایک طرف سے بلائیں گھیر رہی ہیں۔ ایک بچہ کی طرح جو شیروں کے آگے پڑا ہوا ہو اور جس کے پاس کوئی بچانیوالا نہ ہو۔ ایک بے دست و پا انسان کی طرح جو مست ہاتھی کے آگے گرا ہوا ہو ایک قیدی کی طرح جس کے ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہوں۔ ایک تنگ و تاریک کوٹھے میں پڑا ہوا ہو جس میں چاروں طرف سانپ پھنکار مارتے پھرتے ہوں۔ ایک خالی ہاتھ سپاہی کی طرح جو کنوئیں میں گرا ہوا ہو۔ اور دشمن اوپر سے تیر پھینک رہا ہو اور وہ کوئی جواب نہ دے سکتا ہو۔ اس انسان کی طرح جو ایک ایسے مکان میں کھڑا ہو جس کے چاروں طرف آگ لگ رہی ہو۔ اور اژدہاؤں کی طرح آگ کی لپٹیں اس کی طرف بڑھ رہی ہوں ہم دنیا میں کھڑے ہوں کوئی امید نہیں کوئی سہارا نہیں کوئی مددگار نہیں نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن رہیں یا تو کہاں رہیں جائیں تو کہاں جائیں۔ دنیا کا دل تاریک ہو رہا ہے اور آنکھوں سے بیوفائی کی جھلک نظر آ رہی ہے۔ مولا اس حال میں کہاں جائیں اور کس سے کہیں۔ شہنشاہا اس وقت کس سے عرض کریں پیارے یہ درد کس کے سامنے پیش کریں۔ الٰہی اس تکلیف کو کس کے آگے بیان کریں۔ آقا اس دکھ کے دور کرنے کیلئے کس کی چوکھٹ پر جبین نیاز گھسیں آپ کے سوا وہ کونسی ہستی ہے جس کے دروازہ پر جا کر کچھ ملنے کی امید ہو اور کچھ حاصل کرنے کی توقع ہو۔ ہم خطاکار ہیں غفلت شعار ہیں گنہگار ہیں مگر اب جان سے بیزار ہیں۔ آپ کی نگاہ رحم سے ہمارا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ اور سب مصائب ٹل سکتی ہیں آخر یہ درد کب تک رہیگا یہ مصیبت کب پیچھا چھوڑیگی۔ روز روز کی تکلیف اور آئے دن کے دکھ نے دل کمزور کر دیا ہے اور جان نڈھال ہو گئی ہے بس اب ہماری خطاؤں سے چشم پوشی کیجئے۔ اور ان تکالیف کو دور کر دیجئے۔ کھویا ہوا واپس مل جائے اور بچھڑے ہوئے پھر بغلگیر ہو جائیں۔ شہنشاہا آپکے خزانوں میں کس بات کی کمی ہے اور کونسی چیز ہے جو آپ دے نہیں سکتے بلکہ وہ کونسی نعمت ہے جو آپنے دی نہیں جو کچھ ہے اپنا قصور ہے ورنہ حضور تو رحم میں کوتاہی نہیں کی مگر اب پھر رحم کیجئے اور ان مصائب کے بادلوں کو پھاڑ دیجئے۔ گو نامۂ اعمال سیاہ ہے۔ مگر خواہ کیسے ہی ہوں آخر ہیں تو آپ کے ؛

دعوت الی الخیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ اسلام و اشاعت احمدیت کا کام بڑے زور سے جاری ہے اور ہر ہفتہ کسی نہ کسی رُوح کو صداقت کے جھنڈے تلے لے ہی آتا ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ دلوں کا کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ اور اس میں تبدیلی کا پیدا کر دینا صرف اسی قادر مطلق ہستی کے ہاتھ میں ہے، جو نہ صرف ظاہر پر حکمران ہے بلکہ باطن پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔ جسقدر نام الفضل کے دفتر کو مہیا ہو سکتے ہیں اُنہیں وقتاً فوقتاً شائع کر دیا جاتا ہے لیکن بہت سے نام رہ بھی جاتے ہیں اور اس کی وجہ زیادہ تر تو یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ خود قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں اور ان کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ اور یہ بھی ہو جاتا ہے کہ بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔

تبلیغ کے مختلف پہلو

اس وقت تبلیغ کئی طریق سے جاری ہے۔ زبانی بھی تحریری بھی۔ زبانی تبلیغ پھر کئی طریق پر ہے۔ لیکچروں اور وعظوں کے ذریعہ اور فرداً فرداً گفتگو کے ذریعہ۔ اسی طرح تحریری تبلیغ بھی اشتہاروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ بھی اور خط و کتابت کے ذریعہ بھی۔

تبلیغ کے میدان کی وسعت

سلسلہ کی تبلیغ کا میدان اب بہت وسیع کر دیا گیا ہے اور نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے تمام گوشوں میں تبلیغ کا کام جاری ہے، اور پشاور سے لیکر برہمن بڑیہ تک اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت سے لوگوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے اور خاص طور پر جنوبی ہند میں تبلیغ کا کام زیر نظر ہے کیونکہ شمالی ہندوستان میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک حد تک تبلیغ ہو بھی چکی ہے لیکن جنوبی ہند اس وقت تک بالکل خالی ہے۔ بمبئی میں چند کس اس جماعت میں شامل ہیں۔ چند مدراس میں اس نور سے منور ہو چکے ہیں۔ کچھ بنگلور میں اس صداقت کو قبول کر چکے ہیں اور ایک جماعت حیدر آباد میں قائم ہے لیکن باقی ملک بالکل خالی ہے۔ اور ہزاروں میل کے حلقے اپنے اندر ایک احمدی بھی نہیں رکھتے۔ اور اس خطرناک تریکی سے گھرے ہوئے ہیں جو کہ

چند صدیوں سے مسلمانوں کا اوڑھنا اور بچھونا ہو رہی ہے۔ اگر ہماری طرف سے ایک معقول کوشش ہونے کے بعد بھی جنوبی ہند صداقت کے قبول کرنے سے رُکا رہتا تو بے شک ہمارا کچھ عذر بھی تھا اور بجائے ہمارے خود اس ملک کے باشندے قابل ملامت ہوتے۔ اور بجائے ہمارے اُن کی حالت قابل افسوس ہوتی۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ جنوبی ہند کے لوگ ابھی اس انسان کے نام سے بھی ناواقف ہیں جو اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو پار کرنے اور گرتے ہوئے مکان کو کھڑا کرنے آیا تھا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ بستی بستی گاؤں بگاؤں قصبہ بقصبہ دیکھتے چلے جاؤ۔ اور انہیں لوگوں سے دریافت کرو کہ کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام تم نے سنا ہے لوگ آپ کے منہ کی طرف دیکھیں گے اور حیرت سے اس مبارک نام کو بار بار دُہرا کر پوچھیں گے کہ یہ عجیب نام ہے ہمارے گاؤں میں تو اس نام کا کوئی شخص نہیں اگلے گاؤں میں دریافت کیجئے۔ شاید وہاں کوئی اس نام کا آدمی ہو

پس جنوبی ہندوستان ہمارے نقطۂ خیال سے بالکل ویران ہے، کیونکہ جس ملک میں صداقت نہیں اُس کے آباد گھر بھی ویرانوں سے بدتر ہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ان ناآشنایان صداقت کو صداقت آشنا کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس طرف توجہ ہو رہی ہے۔ مختلف علاقہ ہائے مدراس اور بمبئی کے لئے واعظ مقرر کرنے کی تجویز ہے مگر اس سے بھی پہلے ان علاقوں کی مختلف زبانوں میں ٹریکٹ ترجمہ ہو کر علاقہ ہائے بمبئی۔ گوجرات۔ مدراس دکن کوچین۔ میسور۔ مالابار اور سیلون میں شائع کیا جائیگا جسکے شائع ہونے کی اطلاع انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین الفضل کو پہنچ جائے گی۔

بنگالی ٹریکٹ اور اُسکا اثر

انجمن ترقی اسلام کی طرف سے ایک ٹریکٹ بنگالی زبان میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کا ایسا زبردست اثر ہوا ہے کہ ہر ایک خیال اور وہم سے بالا ہے۔ آج اس ٹریکٹ کو شائع ہوئے کئی ماہ ہو چکے ہیں لیکن اب تک بنگال سے اس کے متعلق برابر خطوط آ رہے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا جن علاقوں میں وہ ٹریکٹ پہنچا ہے۔ وہاں کی آبادی مسیح و مہدی کی آمد کی

خبر سنکر بے اختیار اپنے قدموں پر اُٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر اس کے آگے فریادی ہے کہ اے مسیح الزمان للہ ہمیں بھی اپنی صداقت سے خبردار کیجئے۔ اور اپنی کشتی نوح میں سوار کرا کر اس خطرناک تلاطم کے غرق کن تھپیڑوں سے بچا لیجئے جو اس وقت کشتی اسلام کے ارد گرد پہاڑوں کی طرح بلند ہیں۔ کیا بچہ کیا بوڑھا کیا ادھیڑ کیا جوان کیا جاہل اور کیا عالم کیا انگریزی خوان اور کیا عربی دان کیا صرف اپنی ذات کا ذمہ دار عام آدمی اور کیا کشتی قوم کی ناخدائی کا دعویٰ کرنے والی انجمنوں کے سکرٹری سب کے سب پُر زور الفاظ میں مطالبہ کر رہے ہیں کہ۔

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

الفضل کے صفحات کی کمی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم ان تمام خطوط کا خلاصہ نقل کریں۔ ہاں جیسا کہ ہم اُوپر بتا آئے ہیں وہ خطوط مسلمان سوسائٹی کی تمام جماعتوں کی طرف سے ہیں۔ ایک بچہ کا نامہ شوق کیا ہی دل پر اثر کرنے والا تھا اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے وہ ایک نابالغ بچہ ہے۔ ڈھاکہ سکول کی چھٹی یا ساتویں جماعت میں پڑھتا ہے اُسے کہیں سے وہ ٹریکٹ مل گیا وہ لکھتا ہے کہ مجھے اس ٹریکٹ کے پڑھنے سے بیحد خوشی ہوئی۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے امام مہدی آگئے ہیں۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میرا اسلام ضرور انکی خدمت میں ادب سے پیش کر دیں (اُس نے خیال کیا کہ ابھی وہ زندہ ہیں اور یہ فقرہ جو ایک بچہ کے مُونھ سے نکلا ہے ہمارے لئے ایک ایسا تازیانہ ہے کہ بہادر سے بہادر احمدی کی پُشت بھی اس کی برداشت نہیں کر سکتی وہ نادان بچہ خیال کرتا ہے کہ کیا امام مہدی کے شاگرد اور اُن کے مُرید ایسے سُست ہو گئے کہ اس کی وفات کے بھی بعد ہم تک جو اسی ملک کے باشندے ہیں اس کی بعثت کی خبر پہنچانے کے قابل ہوئے ہوں گے ضرور ہے کہ وہ زندہ ہوں) ایک ٹریکٹ میرے باپ کے نام بھی ضرور بھیجو تاکہ وہ بھی امام مہدی کے آنے کی خبر سے غافل نہ رہیں وہ تین گاؤں کے رئیس ہیں انکو ضرور اطلاع دیجیو۔

اسی طرح ایک انجمن کے سکرٹری صاحب مسیح موعود کی صداقت کے ثبوت کے طلبگار ہیں اور باریسال میمن سنگھ اور بوائر کے بہت سے انگریزی خوان اور عربی دان مسلمانوں کی چٹھیاں جو بعض بطور میموریل ہیں اور اُن پر بہت سے اصحاب کے دستخط ہیں آئی ہیں کہ ہمیں جلد صداقت سے واقف کیا جاوے اور ان میں سے اکثر لکھتے ہیں کہ امام مہدی کو ہمارا سلام کہا جاوے۔ بنگال کیلئے دوسرے ٹریکٹوں کی اشاعت زیر غور ہے